سُوْرَةُ النَّصْرِ

سورۂ نصر مدنی ہے اور اس میں تین آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝١

جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے۔(۱)

وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝٢

اور تو لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق آتا دیکھ لے۔[۱] (۲)

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝٣

تو اپنے رب کی تسبیح کرنے لگ حمد کے ساتھ اور اس سے مغفرت کی دعا مانگ' بیشک وہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا ہے۔[۲] (۳)

سُوْرَةُ تَبَّتْ

سورۂ تبت مکی ہے اور اس میں پانچ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

☆ نزول کے اعتبار سے یہ آخری سورت ہے۔(صحیح مسلم' کتاب التفسیر) جس وقت یہ سورت نازل ہوئی تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سمجھ گئے کہ اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری وقت آگیا ہے' اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسبیح و تحمید اور استغفار کا حکم دیا گیا ہے جیسے حضرت ابن عباس اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا واقعہ صحیح بخاری میں ہے(تفسیر سورۃ النصر)

(۱) اللہ کی مدد کا مطلب' اسلام اور مسلمانوں کا کفر اور کافروں پر غلبہ ہے' اور فتح سے مراد فتح مکہ ہے' جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مولد و مسکن تھا' لیکن کافروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وہاں سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا تھا' چنانچہ جب ۸ ہجری میں یہ مکہ فتح ہو گیا تو لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے شروع ہو گئے' جب کہ اس سے قبل ایک ایک دو دو فرد مسلمان ہوتے تھے۔ فتح مکہ سے لوگوں پر یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے پیغمبر ہیں اور دین اسلام دین حق ہے' جس کے بغیر اب نجات اخروی ممکن نہیں' اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب ایسا ہو تو۔

(۲) یعنی یہ سمجھ لے کہ تبلیغ رسالت اور احقاق حق کا فرض' جو تیرے ذمے تھا' پورا ہو گیا اور اب تیرا دنیا سے کوچ کرنے کا مرحلہ قریب آگیا ہے' اس لیے حمد و تسبیح الٰہی اور استغفار کا خوب اہتمام کر۔ اس سے معلوم ہوا کہ زندگی کے آخری ایام میں ان چیزوں کا اہتمام کثرت سے کرنا چاہیے۔

☆۔ اسے سُوْرَةُ الْمَسَدِ بھی کہتے ہیں۔ اس کی شان نزول میں آتا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ اپنے

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ①

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ (خود) ہلاک ہو گیا۔[1] (۱)

مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ②

نہ تو اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی۔[2] (۲)

سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ③

وہ عنقریب بھڑکنے والی آگ میں جائے گا۔(۳)

وَّامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ④

اور اس کی بیوی بھی (جائے گی) جو لکڑیاں ڈھونے والی ہے۔[3] (۴)

رشتہ داروں کو انذار و تبلیغ کریں تو آپ ﷺ نے صفا پہاڑی پر چڑھ کر یَاصَبَاحَاہْ! کی آواز لگائی۔ اس طرح کی آواز خطرے کی علامت سمجھی جاتی ہے' چنانچہ اس آواز پر لوگ اکٹھے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' ذرا بتلاؤ' اگر میں تمہیں خبر دوں کہ اس پہاڑ کی پشت پر ایک گھڑ سوار لشکر ہے جو تم پر حملہ آور ہوا چاہتا ہے' تو تم میری تصدیق کرو گے؟ انہوں نے کہا' کیوں نہیں۔ ہم نے کبھی آپ ﷺ کو جھوٹا نہیں پایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر میں تمہیں ایک بڑے عذاب سے ڈرانے آیا ہوں۔ (اگر تم کفر و شرک میں مبتلا رہے) یہ سن کر ابولہب نے کہا تَبًّا لَكَ! تیرے لیے ہلاکت ہو' کیا تو نے ہمیں اس لیے جمع کیا تھا؟ جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرما دی۔ (صحیح بخاری' تفسیر سورۃ تبت) ابولہب کا اصل نام عبدالعزیٰ تھا' اپنے حسن و جمال اور چہرے کی سرخی کی وجہ سے اسے ابولہب (شعلہ فروزاں) کہا جاتا تھا۔ علاوہ ازیں اپنے انجام کے اعتبار سے بھی اسے جہنم کی آگ کا ایندھن بننا تھا۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی چچا تھا' لیکن آپ ﷺ کا شدید دشمن تھا اور اس کی بیوی ام جمیل بنت حرب بھی دشمنی میں اپنے خاوند سے کم نہ تھی۔

(۱) یَدَا، یَدٌ (ہاتھ) کا تثنیہ ہے' مراد اس سے اس کا نفس ہے' جز بول کر کل مراد لیا گیا ہے یعنی ہلاک و برباد ہو جائے۔ یہ بددعا ان الفاظ کے جواب میں ہے جو اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق غصے اور عداوت میں بولے تھے۔ وَتَبَّ (اور وہ ہلاک ہو گیا) یہ خبر ہے یعنی بددعا کے ساتھ ہی اللہ نے اس کی ہلاکت اور بربادی کی خبر بھی دے دی۔ چنانچہ جنگ بدر کے چند روز بعد یہ عدسیہ بیماری میں مبتلا ہوا' جس میں طاعون کی طرح گلٹی سی نکلتی ہے' اسی میں اس کی موت واقع ہو گئی۔ تین دن تک اس کی لاش یوں ہی پڑی رہی' حتیٰ کہ سخت بدبودار ہو گئی۔ بالآخر اس کے لڑکوں نے بیماری کے پھیلنے اور عار کے خوف سے' اس کے جسم پر دور سے ہی پتھر اور مٹی ڈال کر اسے دفنا دیا۔ (ایسر التفاسیر)

(۲) کمائی میں اس کی رئیسانہ حیثیت اور جاہ و منصب اور اس کی اولاد بھی شامل ہے۔ یعنی جب اللہ کی گرفت آئی تو کوئی چیز اس کے کام نہ آئی۔

(۳) یعنی جہنم میں یہ اپنے خاوند کی آگ پر لکڑیاں لا لا کر ڈالے گی' تاکہ آگ مزید بھڑکے۔ یہ اللہ کی طرف سے ہو گا' یعنی جس طرح یہ دنیا میں اپنے خاوند کی' اس کے کفر و عناد میں' مددگار تھی' آخرت میں بھی عذاب میں اس کی مددگار ہو گی۔ (ابن کثیر) بعض کہتے ہیں کہ وہ کانٹے دار جھاڑیاں ڈھو ڈھو کر لاتی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں لا کر بچھا

فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝٥

اسکی گردن میں پوست کھجور کی بٹی ہوئی رسی ہوگی۔[1] (۵)

سُوْرَةُ الْإِخْلَاصِ

سورۂ اخلاص مکی ہے اور اس میں چار آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝١

آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک (ہی) ہے۔(۱)

اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝٢

اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔[2] (۲)

لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝٣

نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔[3] (۳)

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝٤

اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔[4] (۴)

دیتی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ اس کی چغل خوری کی عادت کی طرف اشارہ ہے۔ چغل خوری کے لیے یہ عربی محاورہ ہے۔ یہ کفار قریش کے پاس جاکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبت کرتی اور انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت پر اکساتی تھی۔ (فتح الباری)

(۱) جِيْدٌ گردن۔ مَسَدٌ، مضبوط بٹی ہوئی رسی۔ وہ مونج کی یا کھجور کی پوست کی ہو یا آہنی تاروں کی۔ جیسا کہ مختلف لوگوں نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ وہ دنیا میں ڈالے رکھتی تھی جسے بیان کیا گیا ہے۔ لیکن زیادہ صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جہنم میں اس کے گلے میں جو طوق ہوگا' وہ آہنی تاروں سے بٹا ہوا ہوگا۔ مَسَدٌ سے تشبیہ' اس کی شدت اور مضبوطی کو واضح کرنے کے لیے دی گئی ہے۔

☆۔ یہ مختصر سی سورت بڑی فضیلت کی حامل ہے' اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ثلث (ایک تہائی ۱/۳) قرآن قرار دیا ہے اور اسے رات کو پڑھنے کی ترغیب دی ہے۔ (البخاری' کتاب التوحید' وفضائل القرآن' باب فضل قل هو الله أحد) بعض صحابہ رضی اللہ عنہم ہر رکعت میں دیگر سورتوں کے ساتھ اسے بھی ضرور پڑھتے تھے' جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا "تمہاری اس کے ساتھ محبت تمہیں جنت میں داخل کردے گی"۔ (البخاری' کتاب التوحید' کتاب الأذان' باب الجمع بين السورتين في الركعة ۔ مسلم' کتاب صلاة المسافرين) اس کا سبب نزول یہ بیان کیا گیا ہے کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اپنے رب کا نسب بیان کرو۔ (مسند أحمد' ۵/ ۱۳۳-۱۳۴)

(۲) یعنی سب اس کے محتاج ہیں' وہ کسی کا محتاج نہیں۔

(۳) یعنی نہ اس سے کوئی چیز نکلی ہے نہ وہ کسی چیز سے نکلا ہے۔

(۴) اس کی ذات میں' نہ اس کی صفات میں اور نہ اس کے افعال میں۔ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾ (الشورىٰ' ۱۱) حدیث